۷۔ شادی سے نسل میں کثرت، امت کی شان وشوکت مضبوط اور کافر مرعوب ہوتے ہیں۔

۸۔ میاں بیوی معروف طریقے سے مباشرت کریں تو ہر ایک کو ثواب مل جاتا ہے۔

۹۔ شادی سے انسانی معاشرہ فساد اور بے راہروی سے محفوظ و مامون ہو جاتا ہے۔

۱۰۔ شادی سے میاں بیوی خطرناک بیماریوں سے بچ جاتے ہیں جو کہ ناجائز تعلقات سے لاحق ہوتی ہیں جیسے ایڈز۔

پیارے بھائی: اسلام نے زنا کو حرام کر دیا ہے اس لئے کہ اس میں افراد، خاندان اور معاشرے کے لئے بڑے نقصانات ہیں۔ زنا سے انسانی نسب محفوظ نہیں رہتا، آپس میں بغض وعداوت پھیل جاتی ہے، قتل اور دیا عام ہو جاتی ہے، زنا انسان کے اندر تمام برائیوں کو جمع کر لیتا ہے، دینداری میں کمی آتی ہے، یہ مروت اور پرہیزگاری کو ختم کر دیتی ہے، غیرت کا جنازہ نکال لیتی ہے، زانی کے اندر تقویٰ وپرہیزگاری کی صفت نہیں پائی جاتی اور نہ وہ عہد وپیمان کی پاسداری کرنے والا ہوگا حتی کہ اپنے گھر والوں پر بھی غیرت کرنے والا نہ ہوگا۔

زنا کا انجام:

۱۔ محرمات کا ارتکاب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے غضب کا سبب بنتا ہے۔

۲۔ چہرے سے نور ختم ہو کر بدشکل، بدنما ہو کر پھٹکار برسنے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

۳۔ دل سیاہ ہو جاتا ہے، نور ایمانی مٹ جاتا ہے، وحشت وخوف دل پر طاری ہو جاتی ہے۔

۴۔ فقر وفاقہ اس کا نصیب بن جاتا ہے، اگرچہ کچھ مدت بعد ہی سہی۔

۵۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کی نگاہ سے گر جاتا ہے۔

۶۔ بری صفات والقاب سے متصف ہو جاتا ہے۔ جیسے فاجر، زانی، دھوکہ باز، فاسق وغیرہ۔

۷۔ دل سے ایمان چھین لیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **"لا یزنی الزانی حین یزنی وهو مؤمن"** (متفق علیه) "زانی زنا کی حالت میں مؤمن نہیں رہتا"

۸۔ جہنم میں زانیوں اور زانیات کے ساتھ عذاب میں مبتلا ہوگا۔

۹۔ تباہ کن بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔ جیسے ایڈز، آتشک اور سیلان خون وپیشاب وغیرہ۔

۱۰۔ اللہ کی جنتوں میں حورعین سے لطف اندوزی نصیب نہیں ہوگی۔

ربیع الاول مژدۂ جانفزا

میاں انوار اللہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کو دنیا میں بسایا۔ اور ان سے نسل انسانی کا سلسلہ جاری فرمایا اور ارشاد فرمایا: ﴿ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین ﴾ [البقرۃ/ ۳۶] "اور زمین میں تمہارے لئے ایک وقت (خاص) تک ٹھہرنا اور (زندگی بسر کرنے کیلئے) ساز و سامان ہے۔" اولاد آدم کیلئے یہ زمین ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ اور زندگی میں فائدہ پانے کا مقام ہے۔ فرمایا: ﴿ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا﴾ [البقرۃ/ ۲۹] "وہی ذات برتر ہے جس نے تمہارے (نفع) کیلئے پیدا کیا جو کچھ زمین میں ہے سب کے سب" یعنی تمام کائنات انسان کے فائدہ اٹھانے اور زندگی میں نفع حاصل کرنے کیلئے پیدا کی گئی۔ اور انسان کو کیوں پیدا فرمایا ﴿وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ﴾ [الذاریات/ ۵٦] "ہم نے جنوں اور انسانوں کو اسی غرض سے پیدا کیا، کہ میری عبادت کریں" اللہ کی خالص عبادت کرنا از خود انسان کے بس میں نہیں۔ اس لئے اللہ نے انسانوں میں سے ہی انبیاء کو منتخب فرمایا، اور ان پر وحی نازل کر کے اپنی عبادت کے طریقوں کو متعین کیا تاکہ انسان اس فانی ہنگامی اور عارضی زندگی میں اسے اپنا کر موت کے بعد اپنے اصلی گھر میں پہنچے اور ہمیشہ کی زندگی میں ابدی آرام و چین پائے۔ دنیا میں انبیاء و رسل آتے رہے، لوگوں کو پیغام الٰہی پہنچاتے رہے، یہاں تک کہ ربیع الاول کے مہینے میں اللہ کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ تشریف لائے۔ آپ کی تشریف آوری اللہ کی مخلوق کیلئے مژدۂ جانفزا ہے۔ آپ ﷺ کی دھوم پہلے نبیوں اور ان کی امتوں میں مچی ہوئی تھی۔ جن کا نام نامی، اسم گرامی، ذکر خیر، اوصاف و خصائل اور محامد و محاسن تمام آسمانی کتابوں اور سب پیغمبروں کی زبان پر تھے۔

اس لئے کہ یہ پیغمبر آخر الزمان ہیں، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین اور شفیع المذنبین ہیں، اکرم الاولین، اکرم الآخرین، سید ولد آدم امام المرسلین، پیغمبر اسود و احمر ہیں۔ آپ کی رسالت کا نیر تاباں مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک سارے کرۂ ارض میں ضو فشاں ہے۔ جس سے گیتی کا چپہ چپہ منور و مستنیر ہے۔ یہ وہ فرستادۂ بارگاہ رب العالمین ہیں، وہ سید البشر اور خیر الوریٰ ہیں ہدایت کا جگمگاتا نور ہیں کہ تا نور نیر یں نور افشاں ہیں۔ رسالت کی مشعل قیامت تک شعلہ بار اور فانوس عمل دنیا کے آخری سانس تک گمراہ انسانیت کی پیشوائی کا ضامن ہے۔

اگر چہ حسن فروشاں بجلوہ آمدہ اند

کسے بحسن ولطافت بیار ما نرسد

حبیب الٰہی اشرف الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی شان، عظمت اور بزرگی کے متعلق ارشاد الٰہی ہے۔ ﴿ واذ أخذ الله ميثاق النبيين لما اتيتكم من كتب وحكمة ثم جاء كم رسول مصدق لما معكم لتؤمنن به ولتنصرنه قال ء اقررتم واخذتم على ذلكم اصرى قالوا اقررنا قال فاشهدوا وانا معكم من الشهدين فمن تولى بعد ذلك فاولئك هم الفسقون ﴾ [ال عمران / ۸۱،۸۲] ''اور جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام سے پختہ وعدہ لیا کہ جب میں آپ لوگوں کو کتاب وحکمت عطا فرماؤں، پھر آپ کے پاس وہ رسول تشریف لے آئے جو آپ لوگوں کے پاس کی چیز (کتاب، حکمت) کی تصدیق کرنے والا ہو تو آپ ضرور بضرور اس پر ایمان لائیں اور ضرور بضرور اس کی مدد کریں (اللہ نے) ارشاد فرمایا: کیا آپ سب نے اس کا اقرار کرلیا اور اس بات پر میرا تاکیدی عہد قبول کرلیا؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے اقرار کرلیا۔ (اللہ نے) فرمایا: پس آپ سب (اس معاہدے پر) گواہ رہیں اور خود میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ گواہی دینے والوں میں سے ہوں۔ پس جو کوئی اس کے بعد منہ پھیر لے تو وہی لوگ ہی نافرمان ہیں۔''

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے یہ عہد لیا تھا۔ کہ اگر ان کے دور نبوت میں سرتاج انبیاء احمد مجتبٰی حضرت محمد ﷺ تشریف لے آئیں تو وہ ان کی نبوت پر ایمان لاکر اشاعت دین میں ان کا ساتھ دیں گے، تا دم زندگی ان کی اتباع کریں گے پس جب نبی اکرم ﷺ کا ظہور ہوا تو سابقہ ادیان اور آسمانی کتب منسوخ ہو گئیں۔ اور تمام اہل کتاب کو آپ ﷺ کی نبوت پر ایمان لانا اور آپ ﷺ کی شریعت پر عمل کرنا فرض ہو گیا۔

ہر پیغمبر اپنی زندگی میں خاتم النبیین رحمة للعالمين ﷺ کا منتظر رہا کہ آپ ﷺ تشریف لائیں تو آپ پر ایمان لانے کا شرف حاصل کرے۔ پھر جب وہ پیغمبر دنیا سے رخصت ہو کر اللہ کے جوار رحمت میں جانے لگتا تو اپنی امت کو تاکید کرتا کہ اگر میرے بعد حضرت محمد ﷺ تشریف لائیں تو تم سب ان پر ایمان لانا، ان کا اتباع کرنا، اپنی شریعت اور کتاب کو منسوخ سمجھنا چنانچہ مسند ابی یعلی میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''واللہ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو کچھ حلال نہ ہوتا مگر یہی کہ میری پیروی کریں''۔

مقام غور ہے کہ ہمارے پیارے رسول ﷺ کی تابعداری کا حکم تمام پیغمبروں (اللہ کا ان پر درود وسلام ہو) اور ان

کی امتوں کو ہو رہا ہے، کیا شانِ محمدی ہے!! پھر مسلمانوں کیلئے کس قدر سعادت اور خوشی کا مقام ہے کہ مسلمانوں کو اولادِ آدم کے پیشوائے اعظم سید المرسلین، رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت پر ایمان لانے اور ان کی تابعداری کرنے کا موقع ملا ہے، زہے نصیب!!

جنابِ اکرم الاولین والآخرین ﷺ کی امت سے خطاب ہوتا ہے ﴿ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ ولو آمن اھل الکتب لکان خیرا لھم منھم المؤمنون واکثرھم الفسقون﴾ [آل عمران / ۱۱۰] ''لوگوں (کی خیر اندیشی) کیلئے جس قدر امتیں پیدا ہوئی ہیں تم ان سب سے بہتر امت ہو، بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر (عقیدۂ توحید کے ساتھ) پکا ایمان رکھتے ہو، اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کیلئے بہتر تھا، مگر ان میں سے بعض ایمان لائے، اور ان میں سے اکثر نافرمان ہیں'' جب ثابت ہو گیا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ متبوعِ اعظم اور مقتدائے لامثال ہیں، رسولوں اور نبیوں کی سرداری کا تاج ان کے سر پر ہے تو پھر مسلمانوں پر ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کی فرضیت سعادت و خوش بختی کی انتہا ہے اور آپ ﷺ کے نقشِ قدم پر چلنا سعادتِ دارین کا ذریعہ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ﴾ [النساء / ۸۰] ''جو کوئی رسول کی اطاعت کرے، پس تحقیق اس نے اللہ کی تابعداری کی'' اطاعتِ رسول ہی فرمانِ الٰہی کی بجا آوری ہے پس مسلمانوں کو فرضِ منصبی کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کیلئے رسولِ رحمت ﷺ کے نقشِ پا کی تلاش ضروری ہے، جونہی قدم پر قدم رکھا، فرض کا بوجھ اتر گیا، خیرِ امت میں داخلہ ملا، شفاعتِ خاص کا امیدوار بنا، حوضِ کوثر کا مستحق ہوا۔

پیشوائے رسولاں، قائدِ پیغمبراں ﷺ کی زندگی کو اپنانے اور آپ ﷺ کی چال چلنے کیلئے ارشاد ہوتا ہے: ﴿ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللہ والیوم الآخر وذکر اللہ کثیرا ﴾ [الاحزاب ۲۱] '' یقیناً تمہارے لیے اللہ کے پیغمبر ﷺ (کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے، جو اللہ اور روزِ آخرت (کے وقوع) پر یقین رکھتا ہو اور اللہ کا ذکر بکثرت کرتا ہو''

حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام تک سارے رسولوں کے منتظر رسول ﷺ جن کی رسالت رہتی دنیا تک رہنے والی ہے، حشر میں شافع اور پہلے مشفع اس لائق ہیں کہ ان کے لیل و نہار مسلمانوں کیلئے مشعلِ حیات ہوں۔ رسالت کا کلمہ پڑھنے والے اپنی زندگی سید البشر ﷺ کی سیرت کے سانچے میں ڈھالیں۔

قرآن مجید نے رسول ﷺ کے منصب ومقام اور آپ ﷺ کے اتباع کی اہمیت کو واشگاف الفاظ میں بار بار بیان کیا ہے، تاکہ امت اپنے رسول کی حیثیت جان کر، ان کا مقام پہچان کر ان کی فرمان برداری کرے، زندگی کے تمام لمحات کو ان کی اطاعت سے روشن کرے۔ اللہ نے فرمایا ﴿فلا وربک لایؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لایجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما﴾ [النساء: ۶۵] " پس قسم ہے تیرے پروردگار کی! لوگ اس وقت تک ایمان والے نہیں بن سکتے یہاں تک کہ اپنے آپس کے تنازعوں میں آپ کو منصف نہ بنالیں، پھر آپ کے صادر کردہ فیصلے کے بارے میں اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں اور برضا ورغبت سر تسلیم خم کرلیں''۔ جب تک رسول اکرم ﷺ کے ارشادات کو بہزار جان خوش ہوکر قبول نہ کریں، تو مسلمانی کا دعویٰ بیکار ہے۔ مزید فرمان باری تعالیٰ سنیے۔ ﴿وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرة من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلٰلا مبینا﴾ [الاحزاب/ ۳۶] " اور کسی ایماندار مرد وایماندار عورت کے لیے لائق نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (ان کے متعلق) کسی معاملے کو طے فرمائیں تو وہ اس معاملے میں اپنی مرضی چلائیں۔ اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی حکم عدولی کرے تو یقیناً واضح گمراہی میں جا پڑا۔''

رسول اللہ ﷺ کے فرامین بلاچوں وچرا یعنی رائے کو دخل دیے بغیر قبول کرنے چاہییں۔ ارشاد رسول ﷺ کے سامنے کسی مسلمان مرد اور عورت کو بولنے اور کلام کرنے کا اختیار نہیں۔ رسول ﷺ کو ماننے والے کا کام ہی یہ ہے کہ آپ ﷺ کے ارشاد کو سن کر سر تسلیم خم کردے۔ یہی ہے منصب اور مقام رسول ﷺ کا اور حکم ہے امت کیلئے آپ ﷺ کی اطاعت کا۔ حکم ربانی ملاحظہ ہو ﴿یایھا الذین اٰمنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون﴾ [الحجرات/ ۲] " مسلمانو! اپنی آوازوں کو پیغمبر ﷺ کی آواز پر اونچا نہ کرو، اور نہ ان کے ساتھ زور سے بات کیا کرو، جیسے تم (آپس میں) زور سے بولا کرتے ہو (کہیں ایسا نہ ہو) کہ تمہارے اعمال ضائع ہوجائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو'' یہ ہے مرتبہ رسول اکرم حضرت محمد ﷺ کا جس رسول رحمت کے حضور آواز پست رکھنے کا حکم ہے، اس امام الانبیاء کے ارشاد اور فرمان کو مسترد کرنے کا کیا انجام ہوگا؟!! مسلمانو ذرا سوچو! ﴿قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفرلکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم﴾ [آل عمران/ ۳۱] "اے پیغمبر ﷺ کہہ دیجیے اگر تم واقعی اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم کو دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمائے گا اور اللہ خوب بخشنے والا بڑا مہربان ہے'' اللہ رب